حضرت ابوبکر نے سیدہ فاطمہ کو باغ فدک کیوں نہیں دیا

سوال : حضورﷺ وصال کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو انہوں نے سیدہ کو باغ فدک دینے سے صاف انکار کردیا جس پر سیدہ ناراض ہوگئیں اور مرتے دم تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہ بولیں۔ حتی کہ یہ وصیت کرگئیں کہے جنازہ میں ابوبکر شریک نہ ہوں۔ چنانچہ بوقت وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر کو اطلاع بھی نہ دی اور راتوں رات سیدہ کو دفن کردیا۔ دیکھو ابوبکر نے جگرپارۂ رسول کو ناراض کیا۔

حضورﷺ فرمایا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اذیت سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے تو ابوبکر نے فقط فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غضب ناک نہیں کیا بلکہ پیغمبر خداﷺغضبناک کیا اور اغضاب النبی علی حد الشرک (خلاصہ از کتاب سواء السبیل ص159، مصنف محمد مہدی شیعہ عالم)

جواب: آپ نے شیعہ مولوی کی تحریر پڑھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشرک تک کہہ دیا (معاذ اللہ) اس پوری تحریر میں صرف اتنی بات صحیح ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آقاﷺ وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں اپنے آقاﷺ حدیث شریف سیدہ کو سنائی۔

حدیث شریف: حضرت عروہ بن زبیر نے نبی پاکﷺ زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول پاکﷺ لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے پیغام بھیجا۔ ان سے رسول اللہﷺ میراث کا مطالبہ کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ مدینہ منورہ اور فدک میں عطا فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس سے باقی تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول پاکﷺ ارشاد ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں، وہ صدقہ ہے مال سے آل محمدﷺکھاتے ہیں اور خدا کی قسم میں رسول پاکﷺ صدقہ میں ذرا سی تبدیلی بھی نہیں کروں گا اور اسی حال میں رکھوں گا جس حال میں وہ رسول پاکﷺ عہد مبارک میں تھا اور میں اس میں عمل نہیں کروں گا مگر اسی طرح جیسے رسول پاکﷺکیا کرتے تھے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کردیا (ابو دائود جلد دوم، کتاب الخراج، حدیث 1194، ص 455، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

فائدہ: یہ ناراضگی اور جنازہ میں عدم شرکت کا قصہ صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ شیعوں کے زعم باطل کے مطابق حضرت فاطمہ فدک کی وجہ سے آپ سے ناراض تھیں، کیونکہ اگر یہ ثابت ہوجائے۔ سیدہ فاطمہ حضرت ابوبکر سے راضی تھیں تو شیعوں کے لئے طعن کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ہم فریقین کی کتب سے سیدہ فاطمہ کا حضرت ابوبکر سے راضی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

شیعوں کی معتبر اور مشہور ترین کتاب شرح نہج البلاغہ ابن مسیم بحرانی جز 35 ص 543 میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے جب سیدہ کا کلام سنا تو حمد کی درود پڑھا اور پھر حضرت فاطمہ کو مخاطب کرکے کہا کہ اے افضل عورتوں میں اور بیٹی اس ذات مقدس کی جو سب سے افضل ہے۔ میں نے رسول کی رائے سے تجاوز نہیں کیا۔ اور نہیں عمل کیا میں نے، مگر رسول کے حکم پر۔ بے شک تم نے گفتگو کی اور بات بڑھا دی اور سختی اور ناراضگی کی۔ اب اللہ معاف کرے ہمارے لئے اور تمہارے لئے۔ اور میں نے رسول کے ہتھیار اور سواری کے جانور علی کو دے دیئے لیکن جو کچھ اس کے سوا ہے اس میں، میں نے رسول کریمﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ :

انا معاشر الانبیاء لا نورث ذہباً ولا فضۃ ولا ارضاً ولا عقاراً ولا داراً ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وعملت بما امرنی ونصحت

ہم جماعت انبیاء نہ سونے کی میراث دیتے ہیں نہ چاندنی کی، نہ زمین کی، نہ کھیتی کی اور نہ مکان کی میراث دیتے ہیں لیکن ہم میراث دیتے ہیں ایمان اور حکمت اور علم اور سنت کی اور عمل کیا میں نے اس پر جو مجھے حکم کیا تھا (رسول نے) اور میں نے نیک نیتی کی۔

اس کے بعد یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے یہ فرمایا کہ حضورﷺ فدک کو ہبہ کردیا تھا جس پر انہوں نے علی اور ام ایمن کو گواہ پیش کیا۔ جنہوں نے گواہی دی پھر عمر آئے۔ انہوں نے اور عبدالرحمن بن عوف نے یہ گواہی دی کہ حضور فدک کی آمدنی تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل فیہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بہاکما کان یصنع فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ بہ وکان یاخذ غلتہا فیدفع الیہم منہاما یکفیہمم ثم فعلت الخلفاء بعدہ ذلک (شرح مسیم، مطبوعہ ایران، ج 35)

تم سب سچے ہو۔ مگر اس کاتصفیہ یہ ہے کہ رسول اللہﷺفدک کی آمدنی سے تمہارے گزارے کے لئے رکھ لیتے تھے، اور باقی

جو بچتا تھا اس کو تقسیم فرما دیتے تھے اور اللہ کی راہ میں اس میں سے اٹھا لیتے تھے اور میں تمہارے لئے اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول کرتے تھے تو اس پر فاطمہ راضی ہوگئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کو ابوبکر سے عہد لے لیا اور ابوبکر فدک ک

ی پیداوار کرلیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے اور پھر ابوبکر کے بعد اور خلفاء نے بھی اسی طرح کیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت سیدہ کی رضامندی والی یہ روایت صرف ابن میثم ہی نے نہیں بلکہ متعدد علمائے شیعہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

1... درنجیفہ شرح نہج البلاغہ مطبوعہ طہران ص 332
2... حدیدی شرح نہج البلاغۃ جلد دوم، جز 16،ص 296
3... سید علی نقی فیض الاسلام کی تصنیف فارسی شرح نہج البلاغہ، جز 5،ص 960

رضامندی کی اس روایت سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

اول: فدک کے متعلق حضورﷺ طرز عمل اور صدیق اکبر کے طرز عمل میں کوئی تفاوت نہیں تھا۔

دوم: حضرت فاطمہ صدیق اکبر سے راضی تھیں اور صدیقی طرز عمل آپ کو پسند تھا۔

قارئین کرام! اللہ انصاف کیجئے! اس روایت سے جو شیعوں کی معتبر مذہبی کتاب کی ہے بالکل واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ سیدہ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا قضیہ فدک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کے اس فیصلہ سے جو انہوں نے حدیث رسول کے ماتحت کیا راضی ہوگئیں اور سیدہ نے اس امر کا حضرت ابوبکر سے عہد بھی لے لیا کہ ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہل بیت کے اخراجات پورے کریں گے۔ ایسی صاف و صریح رضامندی کے بعد بھی شیعہ حضرات جناب صدیق اکبر پر زبانِ طعن دراز کریں تو اس کا علاج واقعی کچھ نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ سیدہ کے راضی ہوجانے کے بعد کسی محب اہل بیت کے لئے تو یہ گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرسکے۔ البتہ ناانصافی سے کام لینا دوسری بات ہے۔

سوم: اہل بیت کے اخراجات تمام عمر حضرت صدیق اکبر فدک کی آمدنی سے پورے کرتے رہے اور سیدہ اپنے اخراجات حضرت صدیق اکبر سے وصول کرتی رہیں اور صدیق اکبر کے طرز عمل کو سراہتی رہیں۔

چہارم: نہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلکہ تینوں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے رہے اور انہوں نے فدک میں وہ طرز عمل اختیار کیا جو حضور علیہ السلام اور ان کے بعد صدیق کبر نے اختیار کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی سیدہ راضی تھیں

شیعوں کی مشہور مذہبی کتاب حق الیقین مطبوعہ ایران کے ص 71 پر ہے۔

کہ چوں علی وزبیر بیعت کرد ونداوینفتنہ فرد نشست، ابوبکر آمدہ شفاعت از برائے عمر ف فاطمہ از وراضی شد

پھر جب حضرت علی و زبیر نے بیعت کرلی تو حضرت ابوبکر آئے اور حضرت عمر کے متعلق سفارش کی تو حضرت فاطمہ عمر سے بھی راضی ہوگئیں۔

اسی طرح طبقات ابن سعد جلد 8 مطبوعہ ایران کے ص 17 پر ہے۔

جاء ابوبکر الی فاطمۃ حین مرضت فاستا دن فقال علی ہذا ابوبکر علی الباب فان شئت ان تاذنی لہ قالت وذلک احب الیک قال نعم فدخل علیہا واعتذر الیہا وکلمہا ورضیت عنہ

حضرت ابوبکر فاطمہ کے پاس آئے جبکہ وہ بیمار تھیں۔ انہوں نے اجازت چاہی تو حضرت علی نے کہا ابوبکر دروازہ پر ہیں اگر تم چاہو تو ان کی اجازت دے دو۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ تم (علی) اس کو محبوب رکھتے ہو۔ علی نے فرمایا۔ ہاں پس حضرت ابوبکر داخل ہوئے عذر کیا اور فاطمہ حضرت ابوبکر سے راضی ہوگئیں۔

روایات فریقین سے ظاہر ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بوقت وفات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں اور کسی قسم کی کبیدگی ان کے درمیان نہ تھی۔

حضرت سیدہ کی نماز جنازہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شرکت

شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر سیدہ فاطمہ کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سیدہ نے وصیت کردی تھی کہ ابوبکر میرے جنازہ مینشریک نہ ہوں۔ اس کے جواب میں پہلے تو ہم ایک اصولی بات کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ کے جنازہ میں کسی شخص کا بالخصوص شریک ہونا نہ فرض تھا اور نہ واجب۔ اور اگر بالفرض شیعہ ہر فرد کی شرکت فرض سمجھتے ہیں اور عدم شرکت کو منافی اسلام سمجھ کر شریک نہ ہونے والوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ ان کی مستند روایات کے مطابق صرف سات آدمیوں نے حضرت فاطمہ کی

نماز جنازہ پڑھی۔ چنانچہ شیعوں کی معتبر کتاب جلاء العیون میں کلینی سے روایت ہے۔
از حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ روایت کردہ است کہ ہفت کس بر جنازۂ حضرت فاطمہ نماز کردند، ابوذر سلمان، حذیفہ، عبداﷲ بن مسعود و مقداد ومن امام ایشاں بودم (جلاء العیون)
حضرت امیر المومنین علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ صرف سات آدمیوں نے فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھی جن کے نام یہ ہیں۔ ابوذر، سلمان، حذیفہ، عبداﷲ بن مسعود، مقداد اور میں ان کا امام تھا۔
جلاء العیون کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف سات افراد نے سیدہ فاطمہ کے نماز جنازہ میں شرکت کی جن کے نام اوپر مذکورہیں اور مندرجہ ذیل افراد نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ مثلا حضرت امام حسن اور حسین، عبداﷲ بن عباس، عقیل بن ابی طالب برادر حقیقی حضرت علی، ابو ایوب انصاری، ابو سعید خدری، سہل بن حنیف، بلال، صہیب، براء بن عاذب، ابو رافع، یہ بارہ افراد ہیں جن کو شیعہ بھی مانتے ہیں اور ان کی جلالت قدر کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو حیات ا

گا کہ فدک کو حضرت علی نے اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ ان کے نزدیک صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فیصلہ اور عمل صحیح وصواب تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ضرور اس فرض کو ادا فرماتے اور کسی حالت میں بھی کوتاہی نہ فرماتے۔

لقلوب، رجال کشی، رجال نجاشی...
تو اب سوال یہ ہے کہ اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیق سیدہ فاطمہ کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور یہ بھی فرض کرلیجئے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدہ ان سے ناراض تھیں تو شیعہ ان بارہ حضرات کے متعلق کیا کہیں گے۔ یہ بھی تو سیدہ کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ کیا ان سے بھی سیدہ ناراض تھیں اور کیا سیدہ فاطمہ نے یہ وصیت بھی کردی تھی کہ میرے نماز جنازہ میں حسن و حسین بھی شریک نہ ہوں، جو ان کے لاڈلے بیٹے تھے؟
حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کی شرکت یا عدم شرکت کو ناراضگی یا رضامندی کی بنیاد بنانا ہی غلط ہے اور اگر اسی اصول کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر حضرت حسن، حسین ،عبداﷲ بن عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر افراد کے متعلق بھی یہ کہنا پڑے گا کہ ان سے حضرت فاطمہ رضی اﷲ عنہا ناراض تھیں۔ کیونکہ جلاء العیون کی روایت کے مطابق یہ حضرات بھی سیدہ کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ بھی جائے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ کی نماز جنازہ نہیںپڑھی تو اس کو حضرت ابوبکر صدیق سے سیدہ کی ناراضگی کی دلیل بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔
اس کے علاوہ شیعوں کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اﷲ عنہا کو جناب سیدہ کی خدمت کے لئے چھوڑ دیا تھا اور حضرت اسماء سیدہ کی تیمارداری کی تمام خدمات انجام دیتی تھیں اور شبانہ روز ان کے گھر میں مقیم تھیں۔ حضرت فاطمہ نے بوقت وفات انہیں غسل دینے، کفن پہنانے اور جنازہ تیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اس کے ثبوت کے لئے کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ واقعات شیعوں کی ہر اس کتاب میں مذکور ہیں جس میں حضرت فاطمہ کی وفات اور تجہیز و تکفین کے واقعات درج ہیں۔ جیسے جلاء العیون، ناسخ التواریخ وغیرہ... نہ صرف یہ بلکہ کتب شیعہ میں یہ بھی تصریح ہے کہ جب حضرت فاطمہ کو یہ خیال ہوا کہ کپڑے سے عورتوں کا پردہ اچھی طرح نہیں ہوتا ہے تو گھوارہ کا مشورہ حضرت ابوبکر کی زوجہ محترمہ ہی نے دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ حبشہ میں انہوں نے یہ صورت دیکھی ہے کہ جنازہ پر لکڑیاں باندھ کر گھوارہ بناتے ہیں۔ چنانچہ اسی صورت گھوارہ کو جناب سیدہ نے پسند کیا اور حضرت ابوبکر کی زوجہ محترمہ نے موافق وصیت جناب سیدہ ان کے غسل و تجہیز و تکفین میں شریک ہوئیں۔ اس سچے تاریخی واقعہ سے جو شیعوں کی تمام کتب میں موجود ہے۔ مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔
اول: اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی ان کی زوجہ محترمہ سے خدمت لینا پسند نہ کرتیں اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کو یہ اجازت دیتے کہ وہ شبانہ روز سیدہ کے گھر مقیم رہیں اور ان کی تیمارداری میں مشغول ومصروف رہیں۔
دوم: بالکل وضاحت سے ثابت ہوا کہ جناب سیدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطعاً راضی تھیں اور اسی سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زوجہ محترمہ سے سیدہ کے حالات معلوم ہوجاتے تھے۔ یا وہ خود اپنی زوجہ سے پوچھ لیتے تھے۔ یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ وفات کی اطلاع خصوصی طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ جب ان کی زوجہ محترمہ سیدہ کی تیمارداری میں مصروف تھیں تو حضرت ابوبکر کو ایک ایک پل کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہوں گے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مشکوٰۃ کی جلد آخر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ گھوارہ کی خبر پاکر ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ پوچھنے آئے کہ یہ نئی چیز کیوں بنائی تو حضرت ابوبکر رضی اﷲ عنہ کی زوجہ نے ان کو سمجھا دیا کہ جناب سیدہ نے اس کی وصیت کی تھی اور گھوارہ کو پسند کیا تھا۔ یہ سن کر حضرت

ابوبکر خاموش ہوگئے۔ ان مذکورہ بالا امور سے واضح ہوگیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بوقت وفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بالکل راضی تھیں۔ لہٰذا جنازہ میں ابوبکر کی عدم شرکت بالکل خلافِ عقل دعویٰ معلوم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا عبارات سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی

چنانچہ بخاری یاصحاح ستہ کی کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کی نماز میں شریک نہ تھے۔ بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر نماز جنازہ کے امام تھے۔

طبقات ابن سعد میں امام شعبی و امام نخعی سے دو روایتیں مروی ہیں۔

1۔ عن الشعبی قال صلی علیہا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (2) عن ابراہیم قال صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمۃ بنت رسول اللہ وکبر علیہا اربعاً

امام شعبی و ابراہیم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت حضور اکرمﷺ نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سات گائوں تھے

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس فدک کے علاوہ بھی حضورﷺ عطا کردہ سات گائوں تھے جن کے نام یہ ہیں

دلال عفاف، حسنی، صافیہ، مالام ابراہیم، معبیت، برقہ، چنانچہ فروغ کافی کی جلد ثالث میں ہے کہ احمد بن محمد نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ان سات باغوں کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ میراث نہ تھے بلکہ وقف تھے۔

1۔ لانہا کانت وقفا و کان رسول اللہ یاخذ الیہ منہاما ینفق علی اضیبغہ 2۔ فلما قبض جاء العباس یخاصم فاطمۃ فیہا فشہد علی علیہ السلام وغیرہ انہا وقف علی فاطمۃ علیہا السلام

اور رسول اللہﷺ میں سے اس قدر لے لیتے تھے جو مہمانوں کے خرچ کو کافی ہو۔ پھر جب رسول اللہﷺ انتقال ہوگیا تو عباس ان کی بابت حضرت فاطمہ سے جھگڑے تو حضرت علی اور دوسروں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ وقف ہیں فاطمہ پر فروغ کافی جو شیعہ مذہب کی مشہور کتاب ہے، اس کی اس روایت سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

1... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس فدک کے علاوہ حضور اکرمﷺ عطا کردہ سات گائوں تھے۔ مگر یہ وقف تھے اور حضور اکرمﷺ مہمانوں کے لئے ان کی آمدنی سے کچھ لے لیا کرتے تھے۔

2... حضور اکرم ﷺ وصال کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان میں میراث کا جھگڑا کیا تو جناب سیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گواہی پر ان کو یہ ہی جواب دیا کہ یہ تو وقف ہیں اور ان میں میراث جاری نہیں ہوگی۔ پس جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان پر ان سات باغوں میں میراث جاری نہ ہوئی اور سیدہ نے ان میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک جُبّہ بھی نہ دیا تو اسی طرح اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول کو نقل کرکے یہ فرمایا کہ فدک میں میراث جاری نہیں ہوسکتی تو کون سا ظلم کیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریمﷺ حدیث سنا دی کہ انبیاء کے مال میں میراث نہیں ہوتی اور جو مال وہ چھوڑدیں وہ صدقہ ہے، پھر حضرت ابوبکر پر کیا طعن ہے۔ کیا ان کی حدیث پر عمل کرنا واجب تھا۔ پس اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مال وقف سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو میراث نہ دے کر کوئی جرم نہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث پر عمل کرکے کوئی جرم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بغض و عناد کی وجہ سے میراث کی نفی نہیں کی تھی۔ ایسا ہوتا تو آپ ازواج مطہرات اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضورﷺ چچا تھے، خصوصا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو ان کی بیٹی تھیں، ان کو میراث دے دیتے۔ کیونکہ ان سے آپ کو کوئی بغض نہ تھا۔ ثانیاً اگر خلفاء کا فیصلہ غلط تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں میراث جاری فرمادیتے۔ مگر جناب امیر نے خود فدک میں وہی عمل کیا جو خلفاء نے کیا تھا۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صحیح تھا اور جناب امیر بھی اس کو صحیح سمجھتے تھے۔ اگر وہ غلط ہوتا تو جناب امیر اپنے زمانہ میں ضرور اس میں میراث جاری کرتے۔ ثالثا اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سیدہ کے بغض و عناد کی وجہ سے کیا تھا توپھر آپ نے ساری جائیداد سیدہ کے حضور کیوں پیش کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنی جائیداد کو جناب سیدہ کے حضور نہایت التجاء کے ساتھ پیش کرنا اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدہ سے کسی قسم کا عناد نہ تھا اور میراث حضور اکرمﷺ حدیث کی بناء پر آپ نے منع کیا تھا۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حق الیقین میں ہے کہ جناب سیدہ مطالبہ فدک کا پڑھ چکیں تو خلیفہ اول نے بہت سے مناقب جناب سیدہ کے بیان کئے اور بہت معذرت کے بعد یہ کہا۔

داموال واحوال خودرا از تو مضائقہ نے کنم آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی و شجر طیبہ از برائے فرزندان خود انکار … تو کسے نمے تواند گرد و حکم تو نافداست در اموال من، اما در اموال مسلماناں مخالفت گفتہ پدر تو نمیتوانم کرد (حق الیقین ملا مجلسی ص 231)

اور میرے جملہ اموال و احوال میں تمہیں اختیار ہے۔ آپ جو کچھ چاہیں بلا تامل لے سکتی ہیں۔ آپ سید عالمﷺ امت کی سردار ہیں اور اپنے فرزندوں کے لئے شجر طیبہ ہیں۔ آپ کی فضیلت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور آپ کا حکم میرے تمام مال میں نافذ ہے۔لیکن مسلمانوں کے مال میں تمہارے والد ماجدﷺ فرمان واجب الایقان کی مخالفت نہیں کرسکتا۔

اللہ انصاف کیجئے! سیدنا صدیق اکبر سیدہ فاطمہ کے حضور میں التجا کررہے ہیں کہ میری دولت حاضر ہے تم جو چاہو لے سکتی ہو۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے، تمہارا حکم نافذ ہے۔ تمہارا فضل وشرف مسلّم ہے۔ تمہاری عظمت و رفعت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ میرا مال حاضر ہے مگر اموال مسلمین یعنی فدک، یہ وقف ہے۔ اس میں تمہارے ہی والد محترم و مکرم حضور سید المرسلینﷺ حکم کے مطابق میراث جاری نہیں ہوسکتی ۔اب تم ہی بتاؤ کہ فدک میں میراث جاری کرکے رسول کے حکم کی کیسے مخالفت کروں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے جو شیعوں کی ہی مذہبی کتب میں مذکور ہے۔ یہ واضح ہوگیا کہ فدک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ اس کے متعلق حضورﷺ ارشاد موجود تھا۔

ثانیا، حق الیقین کے اس حوالہ سے اس اعتراض کی بھی دھجیاں اڑ گئیں جو شیعوں کے مشہور عالم سید محمد مہدی نے اپنی تصنیف سواء السبیل کے ص 165 پر کیا ہے کہ ’’اگر ابوبکر خطاوار نہ تھے تو انہوں نے معذرت کیوں کی۔ کیا بغیر قصور کئے بھی کوئی معذرت کرتا ہے۔ ‘‘آنراکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک’’

تو اس کا جواب بھی حق الیقین کے حوالے سے ہوگیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے قصوروار ہونے کی وجہ سے معذرت نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کی تھی کہ ان کے دل میں جناب سیدہ کی انتہائی تعظیم و توقیر تھی اور وہ چاہتے یہ تھے کہ سیدہ کسی غلط فہمی میں نہ ہوں اور وہ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ میں میراث کی نفی اپنی طرف سے کررہا ہوں۔ اس لئے بار بار وہ اس امر کی وضاحت کرتے تھے کہ میراث کی نفی میں نے تمہارے پدر بزرگوار حضور سیدالمرسلینﷺ حکم کی بناء پر کی ہے اور عملی طور پر اس کی دلیل یہ پیش فرماتے تھے کہ میرا تمام مال و دولت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ چاہو تو اس کو قبول کرلو۔

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک تقسیم کیا؟

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تمام کتب تواریخ اس پر شاہد ہیں کہ فدک زمانہ علوی میں بھی اسی طرح رہا جیسے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو صدیق اکبررضی اللہ عنہ نے جاری رکھا تھا۔ تو اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فدک غصب کرلیا تھا تو جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرض تھا کہ وہ فدک کو تقسیم کرتے اور اس وقت جو اس کے وارث موجود تھے، ان کو دے دیتے اور جو ناجائز بات چلی آرہی تھی اور جو ظلم روا رکھا گیا تھا، اس کو اپنے دور خلافت میں ختم کردیتے کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے میں کہ امام کے لئے پانچ امر ضروری ہیں۔

1… خوب وعظ کہنا
2… لوگوں کی خیر خواہی میں خوب قوت صرف کرنا
3… نبی ﷺ سنت کو زندہ کرنا
4… سزائوں کے حق داروں کو سزا دینا
5… حق داروں کو ان کے حقوق واپس لوٹا دینا (نہج البلاغہ مصری، ج 1، ص 202)

اسی طرح رجال کشی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مذکور ہے

انی اذا بصرت شیئا منکراً او قدت نارا و دعوت قنبراً (رجال کشی ص 199)

جب میں خلافِ شریعت کام دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

اسی بناء پر آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جو آپ کو خدا کہنے لگ گئے تھے پھر فرماتے ہیں

ولا المعطل للسنۃ فیہلک الامۃ (نہج البلاغہ ص 398)

امام ایسا نہیں ہونا چاہئے جو پیغمبرکے طریقے کو چھوڑ دے، ورنہ امت ہلاک ہوجائے گی۔

لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا یہ اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فدک میں صدیقی طرز عمل حق و صواب تھا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیقی طرز عمل کو بالکل شریعت اسلامیہ کے مطابق جانتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا صدیقی خلافت میں غصب فدک کا قول کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت پر شرمناک حملہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک غصب کرلیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی یہ الزام قائم ہوگا۔ کہ انہوں نے فدک کو صدیقی خلافت کے دستو رپر جاری رکھ کر امت و خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر غاصب فدک ثابت ہونگے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ غصب کے برقرار رکھنے والے۔

سوچئے کہ غصب کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا غصب کو برقرار رکھنے والا۔ اور غاصبوں کے طرز عمل کی حکومت و سلطنت کے باوجود حمایت کرنے والا (معاذ اللہ)

غرضیکہ قضیہ فدک میں جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل دنیائے شیعیت پر بہت بھاری حجت ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض ہوگا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی حرف آئے گا۔ پس جناب علی مرتضیٰ کا اراضی فدک کو اسی دستور پر رکھنا جس پر کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور ان کے طرز عمل کی صحت پر دلیل قاہر ہے۔

اس موقع پر شیعہ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ اہل بیت مال مغصوب واپس نہیں لیا کرتے۔ لیکن یہ بات انتہائی لچر ہے۔ مجالس المومنین میں ملا نور اللہ شوشتری نے لکھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور حکومت میں فدک امام باقر کی تحویل میں دے دیا تھا۔ اگر بزعم شیعہ اہل بیت اشیائے مغصوبہ نہیں لیاکرتے تو امام باقر نے جو شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں، فدک واپس لے کر اپنے آبائو اجداد کا کیوں خلاف کیا؟ اس کے علاوہ علی مرتضیٰ نے خلافت مغصوبہ کو کیوں قبول کیا اور حضرت امام حسین خلافت مغصوب کی خاطر یزید سے کیوں لڑے؟ چونکہ معصومین کا ایک سا حال ہوتا ہے تو اس جواب سے تو شیعوں پر بہت سے اعتراض پڑ جائیں گے۔ اس لئے آپ کو ماننا پڑے